

## خصوصی سیکشن 2: بچت امانتوں پر کم سے کم شرح منافع - شعبہ بینکاری کے لیے مضمرات

پس منظر

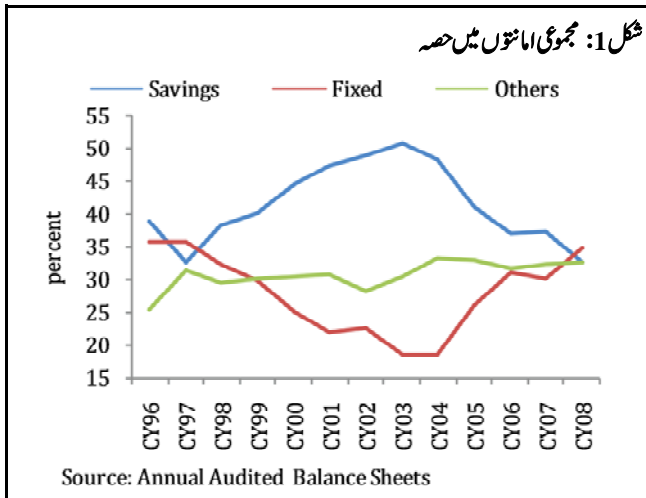
آج کل بینکاری شعبے کی مالی کارکردگی کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دیگر عوامل کے علاوہ ان کی شرح سود کے وسیع تفاوت پر مبنی ہے۔ انہوں نے اپنی آمدنی میں عام امانت گزار کو، جو عام طور پر حفاظت کے نقطہ نظر سے اپنی رقم بینکوں میں رکھنے پر مجبور ہوتا ہے، حصہ دار نہیں بنایا ہے اس لیے بچت تک رسائی وغیرہ کا مسئلہ موضوع بحث بنا رہا ہے۔

اسٹیٹ بینک شعبہ بینکاری کا ضابطہ کار اور نگران ہے اور یہ شعبہ زیادہ تر نجی شعبے میں ہے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے بچت کو فروغ دینے میں بینکوں کی کوتاہی کا نوٹس لیا اور اس سلسلے میں پہلا قدم یہ اٹھایا کہ بینکوں کے ساتھ مکالمہ شروع کیا جس میں بینکوں پر زور دیا کہ اپنی واجباتی مصنوعات پر شرح منافع میں اضافہ کریں۔ اخلاقی تاکید اس عمل میں اسٹیٹ بینک کی توجہ شعبہ بینکاری میں بہتر مسابقت، کارکردگی اور استحکام کو فروغ دینے پر بھی رہی۔ ارتکاز کے پیمانوں میں نمایاں بہتری نیز بینکوں کے تقابلی حجم اور تعداد کی بنیاد پر وضع کردہ مختلف اشاریے اور منڈی میں معقول سطح کا مقابلہ موجود ہونا، یہ سب عوامل مختلف پالیسیوں کے نفاذ کی بنا پر ہونے والی مثبت تبدیلیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔<sup>1</sup>

تاہم منڈی میں مضبوطی رکھنے والے چند بڑے بینکوں کا غلبہ، شناختی ورک وسیع ہونے کی بنا پر رقم کی ارزوں دستیابی، پرانے وفادار کلائنٹس اور متعلقہ کفایت کی معیشتیں بینکاری شعبے میں خصوصاً امانتوں کے حوالے سے نرخوں کے تعین کا مؤثر نظام تشکیل دینے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں، گو کہ اس میں بہتر ترجیح کی آ رہی ہے۔ گو کہ چھوٹے اور درمیانے بینکوں نے منافع کی پرکشش شرحوں کی پیشکش کر کے منڈی میں شامل ہونے کی کوشش کی ہے تاہم بینکاری شعبے میں مجموعی طور پر نئی امانتیں لانے میں ان کا حصہ کم ہی ہے۔

مزید خرابی اس بنا پر پیدا ہوتی ہے کہ نفع و نقصان میں شراکت کے کھاتے کی امانتوں پر منافع کی شرح معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ امانت گزاروں کو ملنے والا حتمی منافع اشارتی نوعیت کا ہوتا ہے اور جب تک بینک ششماہی منافع کا حتمی اعلان نہ کر دیں تب تک غیر یقینی رہتا ہے جس کی بنا پر بینک اپنی صوابدید پر اپنے فنڈز کی لاگت کی بنیاد پر اس میں کمی پیش کر سکتے ہیں (باکس 1)۔

جب اخلاقی تاکید کے اس عمل نے عرصے تک مطلوبہ نتائج پیدا نہ کیے اور نرخوں کے تعین کا طریقہ مسلسل مسئلے کو جنم دیتا رہا تو اسٹیٹ بینک نے بچتوں پر اپیل ایس بچت امانتوں کے تمام زمروں پر یکم جون 08ء سے کم از کم 5.0 فیصد سالانہ کی شرح منافع متعارف کی۔<sup>2</sup> کم از کم شرح منافع کو عائد ہونے ایک سال سے زیادہ مدت ہوگئی ہے اور اس مختصر نوٹ میں امانت گزاروں کے منافع،



بینکاری شعبے کی امانتوں کی لاگت اور خالص سودی مارجن پر اس پالیسی مداخلت کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے لیے 08ء کے اعداد و شمار اور بعض جگہ جون 09ء تک کے اعداد و شمار شامل کیے گئے ہیں۔

### پالیسی مداخلت کے اثرات کا جائزہ

پالیسی مداخلت کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے نقطہ آغاز یہ ہوگا کہ بینکوں کی امانتوں کی ہیئت ترکیبی جانچی جائے کیونکہ کم از کم شرح منافع صرف بچت امانتوں کے زمرے کے لیے ہے۔ جیسا کہ شکل 1 میں دکھایا گیا ہے، آخر 2008ء میں بچت اور معین

<sup>1</sup> تفصیلات کے لیے دیکھئے بابت 1، مالی استحکام کا جائزہ 2006ء، باب 4، مالی استحکام کا جائزہ 2007-08ء، انصاری (2008ء)، اکل اور سلیم (2009ء) اور خان (2009ء)۔

<sup>2</sup> پی بی آر ڈی ریکلڈ نمبر 7 مورخہ 30 مئی 2008ء۔

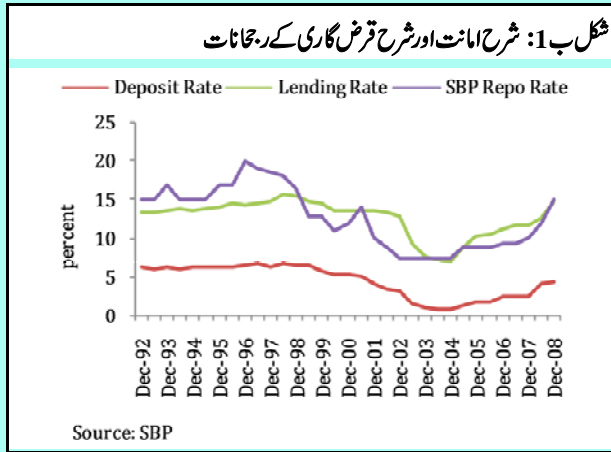
امانتیں مجموعی امانتوں میں بالترتیب 32.7 فیصد اور 34.8 فیصد تھیں۔ رجحانات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ 2004ء سے بچت امانتوں میں سے کچھ میعادی امانتوں میں تبدیل کی گئیں۔

### بکس 1: بی ایل ایس امانتوں پر منافع اور بینکاری تفاوت

بی ایل ایس امانتوں کی تاریخ 1980ء کی دہائی کے اوائل سے شروع ہوتی ہے۔ 1984ء میں حکومت نے بینکاری نظام کے نئے ملکی سودوں میں سے سود (ربا) کے خاتمے کا اعلان کیا۔ اس فیصلے پر عمل کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے جون 1984ء میں ہدایت جاری کی جس کے تحت تمام بینکوں کو سودی امانتیں وصول کرنے سے روک دیا گیا، ہوائے کرنٹ اکاؤنٹ امانتوں اور بیرونی کرنسی کی امانتوں کے! بینک پابند ہو گئے کہ ایسی امانتیں اکٹھا کریں جن کی شرح منافع ان پر ہونے والے نفع اور نقصان کی بنیاد پر نکالی جائے۔ اس طرح نفع و نقصان میں شراکت کی امانتیں کی اصطلاح وجود میں آئی۔ اسٹیٹ بینک نے مختلف قسم کی بی ایل ایس امانتوں پر منافع کی شرح کے تعین کے لیے بھی تفصیلی ہدایات جاری کیں۔ بینکوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ چھ ماہ بعد (ہر کیلنڈر سال 30 جون اور 31 دسمبر) اسٹیٹ بینک سے کلیئرس لینے کے بعد بی ایل ایس امانتوں پر منافع کی شرحوں کا اعلان کریں۔ اس طریقہ کار میں غیر سودی رقم سے آنے والی آمدنی تمام بی ایل ایس واجبات، بشمول بی ایل ایس قرض گیری اور ایکویٹی، کو طے شدہ اوزان کے مطابق تقسیم کی جاتی تھی۔<sup>2</sup> قابل تقسیم آمدنی اور بے وزن اوسط واجبات چھ ماہ پورے ہونے پر سالانہ شرح منافع معلوم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ بینکوں کے لیے لازم کیا گیا کہ وہ اسٹیٹ بینک کو دی گئی معلومات کی توثیق کے لیے کسی بیرونی آڈیٹر سے سرٹیفکیٹ لے کر جمع کرائیں۔<sup>3</sup> بعد میں جون 1989ء میں منافع کی شرح کا اعلان کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے کلیئرس لینے کی شرط ختم کر دی گئی۔<sup>4</sup>

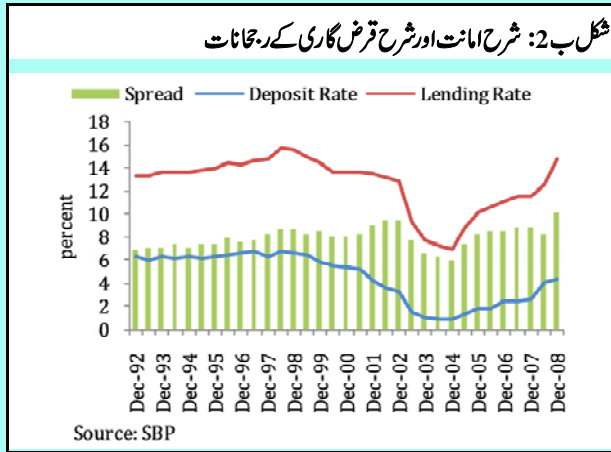
1990ء کے عشرے کے اوائل میں مالی آزاد کاری کی اصلاحات کا آغاز ہوا تو بی ایل ایس امانتوں کے بارے میں اسٹیٹ بینک کی ہدایات میں وقتاً فوقتاً ترامیم ہوتی رہیں تاکہ امانتوں پر منافع کا تعین کرنے میں بینکوں کی صوابدید بڑھے۔ ابتدائی مرحلے میں بینکوں کو اجازت دی گئی کہ وہ بی ایل ایس واجبات پر مقررہ اوزان 15 فیصد تک تبدیل کر سکتے ہیں اور بی ایل ایس بنیادوں پر کرنٹ امانتیں بھی اس طرح وصول کر سکتے ہیں کہ ان امانتوں کو 0.5 کا وزن دیا جائے۔ مارچ 1995ء میں شرح قرض گیری پر بلائی حد کے خاتمے (سوائے ایکسپورٹ فنانس اسکیم اور مقامی تیار شدہ مشینری کے لیے مالکاری پر شرح کے) کے بعد جون 1998ء میں سرمایہ کاروں اور امانت گزاروں کو منافع کی ادائیگی کے بارے میں اسٹیٹ بینک کی ہدایات واپس لے لی گئیں۔<sup>6</sup> بینکوں کو سرمایہ کاروں اور امانت گزاروں سے لی گئی رقم پر واجب الادا منافع کا تعین کرنے کی اجازت دی گئی جبکہ منافع کی شرحوں کا اعلان کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیشگی منظوری کی شرط 1989ء میں ختم کی جائیگی تھی۔ واحد شرط یہ رہ گئی کہ بینک شریعت کے اصولوں کی پیروی کریں۔

### شکل 1: شرح امانت اور شرح قرض گیری کے رجحانات



آزاد کاری کے ان اقدامات کا مالی شعبے کے شرح سود کی ڈھانچے پر گہرا اثر مرتب ہوا ہے۔ شرح قرض گیری اور شرح امانت دونوں اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں تبدیلیوں سے زیادہ ہم آہنگ ہو گئے ہیں (شکل 1)۔ جون 98ء سے پہلے ڈکڑاؤنٹ ریٹ اور شرح امانت میں برائے نام ربط تھا۔ سادہ حساب کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ دسمبر 92ء سے جون 98ء یعنی مضبوط شرح سود کے دور تک شرح امانت میں 72 بی بی ایس سے زیادہ تبدیلی نہیں ہوئی۔ اسی مدت کے دوران شرح قرض گیری اور ایس بی بی ریپورٹس کی حدود بالترتیب 232 اور 500 بی بی ایس تھیں۔ آزاد کاری کی اصلاحات کے بعد ایس بی بی ریپو میں اسی طرح کی تبدیلی شرح امانت اور شرح قرض میں بالترتیب 319 اور 468 بی بی ایس کی تبدیلیوں پر منتج ہوئی۔ اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ سے شرح قرض گیری اور شرح امانت دونوں کو ہم آہنگی بڑھانے کے زری پالیسی کی تریلی میکانیٹ کے لیے دور رس مضمرات ہیں۔

### شکل 2: شرح امانت اور شرح قرض گیری کے رجحانات



شرح سود کے نظام کی آزاد کاری کے ساتھ ایک اور اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ بینکاری تفاوت یعنی شرح قرض گیری اور شرح امانت میں بتدریج اضافہ ہوا۔ ماضی میں بینکاری تفاوت بلند رہا ہے جیسا کہ شکل 2 سے ظاہر ہے تاہم 2005ء اور اس کے بعد بینکاری تفاوت میں اضافے پر سختی سے تنقید کی گئی جس کی دو وجوہ تھیں: مذکورہ مدت کے دوران کے بینکوں نے عدیم الظہیر منافع کمایا اور امانتوں پر اتنی کم شرح منافع دی گئی جو آج تک نہیں دی گئی تھی۔ ان دونوں عوامل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کو ہونے والے حالیہ مالی فوائد میں امانت گزاروں کو شریک نہیں کیا گیا حالانکہ وہ بینکاری نظام کو رقم کی فراہمی کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ لیکن اس سے وسیع تفاوت کی پورے طور پر تشریح نہیں ہوتی۔

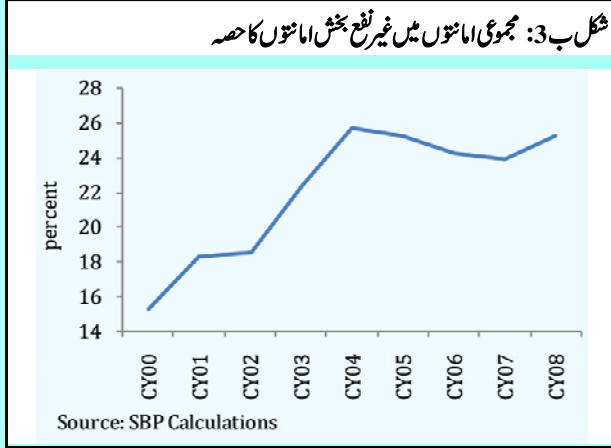
بینکاری تفاوت کے تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ انتظامی اخراجات، غیر سودی آمدنی، غیر ادا شدہ قرضوں پر تنوین، شعبہ بینکاری میں مساقت، شرح سود کی تعبیر پذیری، ملکیتی ڈھانچے، امانتوں پر مطلوبہ نقد محفوظ، امانتوں کی ساخت اور ہیئت ترکیبی، قرض جزدان (جو آمدنی پیدا

1 بی بی ڈی سرکل نمبر 13 مورخہ 20 جون 1984ء۔  
 2 بی بی ڈی سرکل نمبر 34 مورخہ 16 نومبر 1984ء۔  
 3 بی بی ڈی سرکل نمبر 10 مورخہ 20 فروری 1985ء۔  
 4 بی بی ڈی سرکل نمبر 8 مورخہ 20 جون 1989ء۔  
 5 بی بی ڈی سرکل نمبر 14 اور 5 مورخہ 26 مارچ 1995ء۔  
 6 بی بی ڈی سرکل نمبر 14 مورخہ 16 جون 1998ء۔

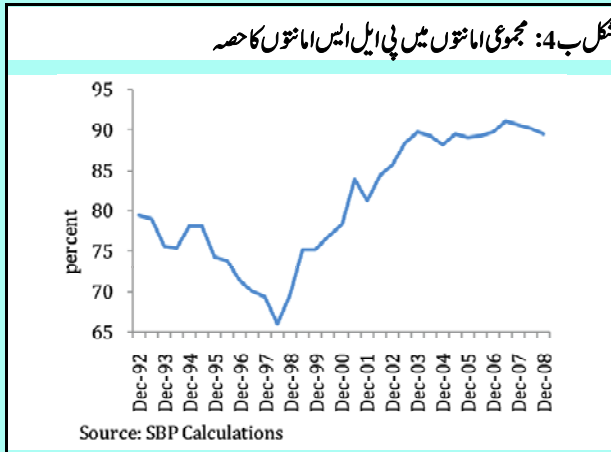
## بچت امانتوں پر کم سے کم شرح منافع - شعبہ بینکاری کے لیے مضمرات

کرتا ہے) کی شعبہ دار تقسیم اور معیشت کے اندر مجموعی اقتصادی سرگرمیوں کی سطح بھی بینکاری تفاوت کا تعین کرنے والے اہم عوامل ہیں۔ اس کا ذکر درست کرنے کے لیے پالیسی کے حوالے سے مجوزہ اقدامات میں گاہکوں میں آگاہی پیدا کرنے کی کوششیں، بینک چارجز کو درست کرنے کی کاوشیں، پی ایل ایس امانتوں کی حیثیت پر نظر ثانی کی تجویز، مسابقت کو ترویج دینا اور حقیقت کشائی (شفافیت) کی مزید شراکت لانا شامل ہیں۔<sup>7</sup>

اس سے قطع نظر، امانت گزاروں کو انتہائی کم شرح منافع کا تعلق کم ترین شرح سود سے بھی ہے جو 2002ء سے 2004ء تک رہی۔ پس حیرت کی بات نہیں کہ شرح قرض گاری بھی اس مدت میں سب سے چلی سطح پر چلی گئی اور 1975ء کے بعد چلی باریک بندی ہو گئی۔



کچھ عرصہ قبل بینکوں کی امانتوں کی ساخت میں نمایاں تبدیلی بھی ہوئی۔ مجموعی امانتوں میں غیر نفع بخش امانتوں کا حصہ 2000ء اور اس کے بعد خاصا بڑھا ہے (شکل ب 3)۔ دسمبر 08ء کے آخر میں بینک کی مجموعی امانتوں کا 25.3 فیصد غیر نفع بخش تھا۔ شرح منافع معلوم کرنے میں ان امانتوں کو شامل کرنے سے مجموعی امانتوں پر اوسط شرح منافع کم ہو جاتی ہے مثلاً 08ء کی دوسری ششماہی میں 164 بی پی ایس کی کمی ہوئی۔ امانتوں کی ساخت میں ایک اور اہم تبدیلی مجموعی امانتوں میں پی ایل ایس امانتوں کے حصے میں نمایاں اضافہ ہے۔ آخر دسمبر 08ء میں مجموعی امانتوں میں پی ایل ایس امانتوں کا حصہ 89.6 فیصد تھا جبکہ 98ء میں یہ 65.9 فیصد رہا تھا (شکل ب 4)۔ یہ اضافہ دو عوامل کی وجہ سے ہے۔ اول، 90ء کی دہائی کے اواخر میں پی ایل ایس امانتوں کے حصے میں اضافہ 1998ء میں بیرونی کرنسی کی امانتوں، جنہیں سودی امانتوں میں شمار کیا جاتا ہے، کے نچھوڑنے کی وجہ سے ہوا۔ دوم، بعد کے برسوں میں بتدریج اضافہ بنیادی طور پر اس لیے ہوا کہ روایتی بینکوں کے متوازی اسلامی بینکاری ادارے بھی قائم ہو گئے جن سے پی ایل ایس امانتوں کا تناسب بڑھ گیا۔



اہم بات یہ ہے کہ بینک امانتوں کی پی ایل ایس نوعیت اس بارے میں غیر یقینی کیفیت پیدا کرتی ہے کہ امانت گزاروں کو حتمی منافع کیا ملے گا۔ پی ایل ایس امانتوں کے آغاز کے حوالے سے دی گئی تفصیلات سے صاف ظاہر ہے کہ پی ایل ایس کا طریقہ بینکاری نظام کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے متعارف کرایا گیا تھا جبکہ عملی تجربے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے بینکوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ شرح منافع کے حتمی اعلان کے وقت اپنی اعلان کردہ اشارتی شرح منافع پر نظر ثانی کریں۔

وفاقی شریعت عدالت نے نومبر 1991ء میں پی ایل ایس مارک اپ پر مبنی طریقہ کار کو غیر اسلامی قرار دیا تھا۔ 12 دسمبر 1999ء کو سپریم کورٹ نے اس فیصلے کی توثیق کر دی۔ 2002ء اور اس کے بعد روایتی بینکاری کے متوازی اسلامی بینکاری کے ابھرنے سے صاف ظاہر ہے کہ امانت گزار اب روایتی بینکاری اور اسلامی بینکاری کے درمیان راستے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ اس سے روایتی بینکوں کی جانب سے پی ایل ایس کنٹریکٹس کی حیثیت کا از سر نو جائزہ لینے کی ضرورت بھی اجاگر ہوتی ہے۔<sup>8</sup>

آخر، بچت امانتوں (بشمول پی ایل ایس بچت امانتوں) پر کم از کم شرح منافع کا اطلاق پی ایل ایس امانتوں کے تصور سے براہ راست متصادم ہے کیونکہ شریعت سے ہم آہنگ واجباتی مصنوعات میں پہلے سے طے شدہ شرح منافع نہیں ہوتی۔

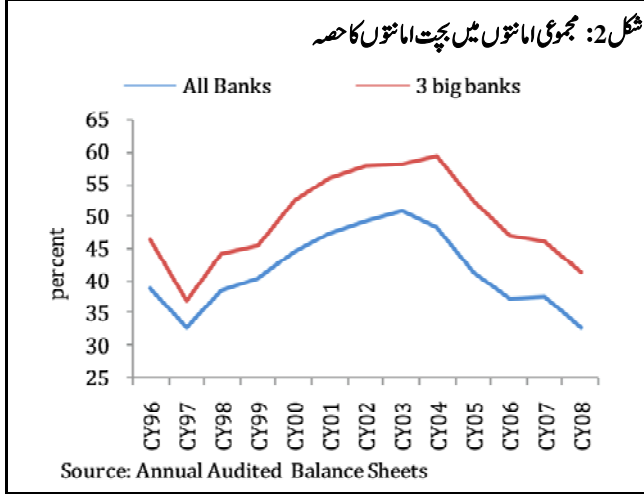
<sup>7</sup> تفصیلات کے لیے دیکھئے بینک دولت پاکستان کا مالی استحکام کا جائزہ 2006ء۔

<sup>8</sup> بینک دولت پاکستان کے مالی استحکام کا جائزہ 2006ء کے باب 1 میں شعبہ مالی استحکام نے اس موضوع پر کئی پالیسی سفارشات تجویز کیں۔

امانتوں کی ہیئت ترکیبی میں یہ تبدیلی بنیادی طور پر ان دو وجوہ کی بنا پر ہوئی: (1) بینکوں کے لیے اسٹیٹ بینک کی جانب سے طویل مدتی امانتوں میں اضافہ کرنے کی ترغیبات<sup>3</sup> اور (2) خود بینکوں کی جانب سے میعاداتی امانتیں بڑھانے کی کوششیں تاکہ اثاثہ جات اور واجبات میں عرصیت کی عدم مطابقت کو کم کیا جاسکے۔ خاص بات یہ ہے کہ میعاداتی امانتوں میں اس بتدریج اضافے سے امانتوں کے اوسط منافع پر مثبت اثر پڑنے کا امکان ہے۔

امانتوں کی ہیئت ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسٹیٹ بینک کی ہدایت کا مقصد بچت امانتوں پر، جو آخر 2008ء میں بینکاری شعبے کی مجموعی امانتوں کا لگ بھگ 32.7 فیصد ہیں، منافع میں اضافہ کیا جائے۔ بینکوں کی سطح پر معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ 5 میں سے 3 بڑے بینکوں پر اس پالیسی سے زیادہ منفی اثر پڑا کیونکہ ان کی مجموعی امانتوں میں سے 40 فیصد سے زیادہ بچت امانتیں ہیں اور ان کے پاس بقیہ بینکاری شعبے کی نسبت بچت امانتوں کا حصہ زیادہ ہے (شکل 2)۔

<sup>3</sup> میعاداتی واجبات پر مطلوبہ نقد محفوظ اور لازمی سیالیت بالترتیب 4 اگست 07ء اور 18 اکتوبر 08ء سے ختم کر دی گئی۔



یہ فرض کرتے ہوئے کہ بقیہ چیزوں میں کوئی تبدیلی نہ ہو سادہ حساب کتاب سے پتہ چلتا ہے آخر دسمبر 2008ء کی امانتوں کی ہیئت ترکیبی کو سامنے رکھا جائے تو بچت امانتوں پر منافع میں 100 بی پی ایس کی تبدیلی سے بینکاری شعبے کے لیے امانتوں کی اوسط لاگت 33 بی پی ایس تک متاثر ہونے کا امکان ہے۔

جہاں تک حقیقی نتائج کا تعلق ہے، بینکوں کے سالانہ آڈٹ شدہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء کے دوران امانتوں کی لاگت 82 بی پی ایس بڑھ کر 5.1 فیصد ہو گئی۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ یہ پورا اضافہ بچت امانتوں پر شرح منافع بڑھنے کی وجہ سے ہوا اور دیگر عوامل کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ بچت امانتوں کے منافع پر

251 فیصد اضافہ بنتا ہے۔ تاہم یقیناً حقیقت یہ نہیں ہے۔ دوران سال امانتوں کی بلند لاگت میں دیگر عوامل نے بھی کردار ادا کیا جیسے اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں سال کے دوران مجموعی طور پر 500 بی پی ایس کا اضافہ، قومی بچت اسکیموں کی جانب سے سخت مسابقت جس کی بنا پر بینکوں کو مزید پرکشش منافع کی پیشکشیں کرنی پڑیں اور 2008ء کی چوتھی سہ ماہی میں سیالیت پر دباؤ کے نتیجے میں امانتوں میں اضافے کے لیے بینکوں کی بھرپور کوششیں۔ مزید برآں امانتوں کی لاگت میں یہ تبدیلی دوران سال قرضے پر اوسط منافع میں 143 بی پی ایس اور کا سب اٹاٹوں پر 118 بی پی ایس اضافے سے کم ہے۔ ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینک عام طور پر پالیسی مداخلت کا اثر قرض لینے والوں کو منتقل کرنے میں کامیاب رہے۔ یہ حقیقت اس بات سے بھی عیاں ہے کہ بینکاری شعبے کے اوسط تقاوت اور خالص سودی مارجن میں بالترتیب 27 بی پی ایس اور 29 بی پی ایس کا اضافہ ہوا (جدول 1)۔<sup>4</sup>

بینکوں کی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ دوران سال پانچ بڑے بینکوں کی امانتوں کی لاگت 60 سے 129 بی پی ایس کے درمیان بڑھی۔ اگرچہ یہ تمام بینک کا سب اٹاٹوں پر اپنی آمدنی بڑھانے میں کامیاب رہے تاہم ہر ایک کے لیے اضافے کی حد مختلف تھی (جدول 1)۔ اسی طرح پورے بینکاری شعبے کی معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ 36 میں سے 25 کمرشل بینکوں کے خالص سودی مارجن میں اضافہ ہوا جس سے پھر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کم از کم شرح کا اثر زیادہ تر قرض لینے والوں کو منتقل کر دیا گیا۔

جدول 1: بینکاری شعبے کی امانتوں کی لاگت میں اضافہ اور خالص سودی مارجن\*  
2008ء کے دوران بی پی ایس تبدیلیاں

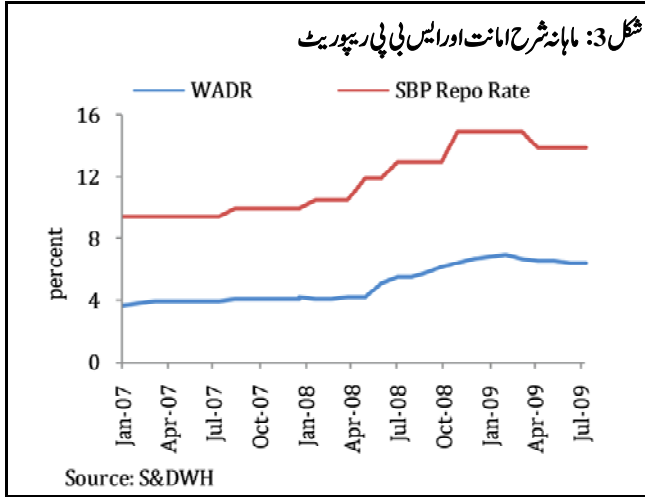
امانتوں کی لاگت	قرضوں پر منافع	کا سب اٹاٹوں پر منافع	خالص سودی مارجن	اوسط تقاوت
78	113	80	-2	7
129	224	168	19	22
79	142	124	31	35
88	191	123	45	41
60	118	63	-16	-16
82	143	118	29	27

\* سالانہ آڈٹ شدہ بیلنس شیٹ اعداد و شمار پر مبنی اسٹیٹ بینک کا حساب کتاب

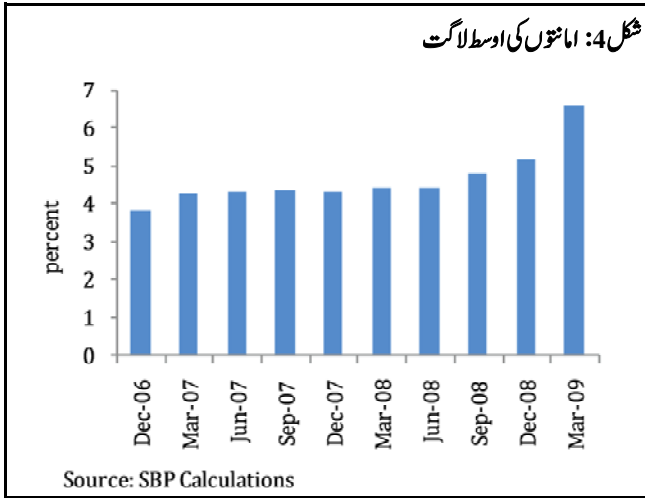
2008ء کے سالانہ اعداد و شمار سے واضح ہے کہ امانتوں کی لاگت میں اضافے کے متعدد اسباب تھے جن میں بچت امانتوں پر کم از کم شرح منافع کا متعارف کیا جانا بھی شامل ہے، تاہم اس اضافے کی مقدار لازمی طور پر پالیسی میں تبدیلی کے مکمل اثر کی عکاسی نہیں کرتی جو صرف سال کے 7 مہینوں کے دوران مؤثر رہی۔ کم از کم شرح منافع کے مخصوص اثر کا جائزہ لینے کے لیے آگے بینکاری شعبے کے ماہانہ اور سہ ماہی اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے گا۔

جون 2008ء کے آغاز سے کم از کم شرح منافع کے متعارف کیے جانے کے بعد مذکورہ مہینے کے دوران ماہانہ بہ وزن اوسط شرح امانت 97 بی پی ایس بڑھ گیا

<sup>4</sup> خالص سودی مارجن سے مراد اوسط کا سب اٹاٹوں پر شرح فیصد کے لحاظ سے خالص سودی آمدنی ہے جبکہ اوسط تقاوت سے مراد کا سب اٹاٹوں پر اوسط منافع اور فیڈرل اوسط لاگت کا فرق ہے۔

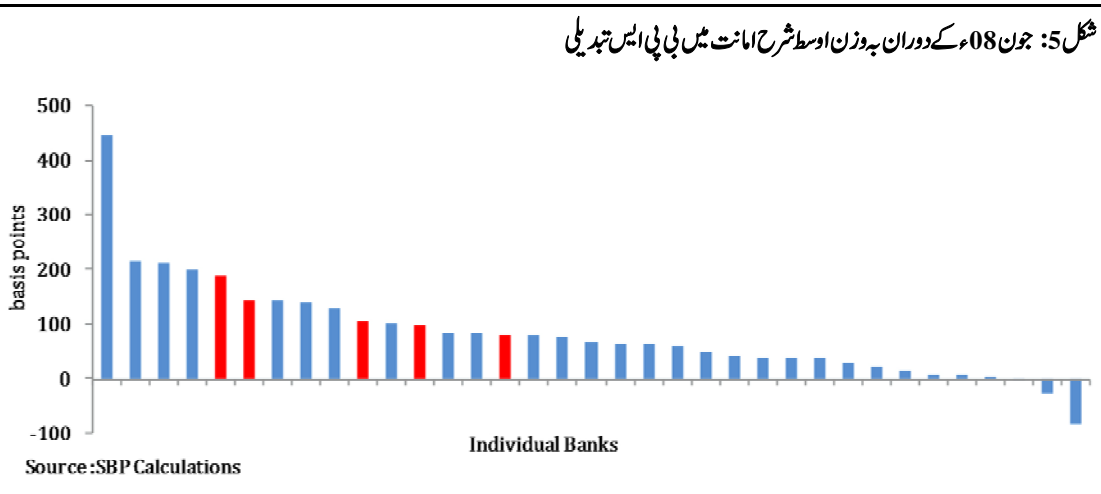


(شکل 3)۔ اگر یہ پورا اضافہ بچت امانتوں سے منسوب کیا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دستیاب ماہانہ اعداد و شمار کی بنیاد پر بچت امانتوں پر منافع 232 بی پی ایس بڑھ گیا۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے کیونکہ مئی میں اسٹیٹ بینک کے نشانیہ پالیسی ریٹ میں اضافے کے نتیجے میں جون میں شرح امانت بڑھنے کی توقع تھی۔ اس کی تصدیق اسی مدت میں بہ وزن اوسط شرح امانت میں 41 بی پی ایس اضافے سے ہوتی ہے۔ بیس افیکٹ اور نشانیہ پالیسی ریٹ میں اتار چڑھاؤ کی قدرے محدود منتقلی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر اسٹیٹ بینک بچت امانتوں پر کم از کم شرح منافع متعارف نہ کراتا تو بہ وزن اوسط شرح امانت 41 بی پی ایس سے کم ہوتی۔ چنانچہ یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ بہ وزن اوسط شرح امانت میں کم سے کم (41-97) بی پی ایس اضافہ پالیسی مداخلت سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ بی پی ایس بچت امانتوں کے منافع میں 134 بی پی ایس اضافے کے مساوی ہے۔ اس پالیسی اقدام کا اثر بینک امانتوں کی بتدریج بڑھتی ہوئی اوسط لاگت سے بھی عیاں ہے۔ جون 08ء سے اب تک امانتوں کی اوسط لاگت 219 بی پی ایس بڑھ چکی ہے (شکل 4)۔



ماہانہ بہ وزن اوسط شرح امانت کے مختلف بینکوں کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ جون 08ء کے دوران تمام بینکوں (سوائے تین کے) کی شرح امانت میں اضافہ ہوا (شکل 5)۔ جیسا کہ

توقع تھی پانچ بڑے بینکوں میں سے 4 کی بہ وزن اوسط شرح امانت میں اضافہ پورے شعبے کے 97 بی پی ایس اوسط سے زیادہ ہوا۔ دو چھوٹے ملکی بینک جن کی بہ وزن اوسط شرح امانت کم ہوئی اپنے امانت گزاروں کو پہلے ہی بلند منافع دے رہے تھے۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ دونوں بینک ان پانچ بڑے بینکوں میں شامل



تھے جن کی بہ وزن اوسط شرح امانت سب سے زیادہ ہے۔ مئی 08ء کی بہ وزن اوسط شرح امانت کے مطابق بینکوں کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ 10 بینکوں کی بہ وزن اوسط شرح امانت کم از کم شرح منافع متعارف کیے جانے سے پہلے 7.0 فیصد سے زیادہ تھی (جدول 2)۔ بچت امانتوں کے منافع پر فلور متعارف کیے جانے سے یہ بینک سب سے کم متاثر ہوئے۔ پالیسی مداخلت سے پہلے بلند بہ وزن اوسط شرح امانت اور بعد میں بہ وزن اوسط شرح امانت میں کم اضافے والے بینکوں کے تقابل



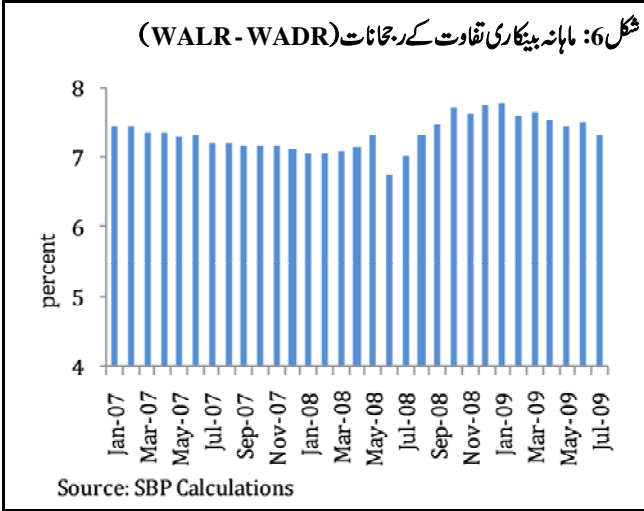
بیٹوں کی تعداد	جدول 2: مئی 08ء میں بہ وزن اوسط شرح امانت کے مطابق بیٹوں کی تقسیم
7	<3.0
11	3.01 < 5.0
11	5.01 < 7.00
10	>7.01

ماخذ: بینک دولت پاکستان

سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں فہرستوں میں چار کمرشل بینک مشترک ہیں۔ یہ تجزیہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان بینکوں کی موجودگی کی بنا پر مجموعی بہ وزن اوسط شرح امانت اور امانتوں کی اوسط لاگت میں اضافہ کسی حد تک دب جاتا ہے۔

ماہانہ بہ وزن اوسط شرح امانت اور امانتوں کی اوسط لاگت

دونوں میں نمایاں اضافے کے باوجود بینکاری تفاوت مسلسل 100 بی پی ایس کی مختصر حدود میں رہا اور اس میں کوئی خاص کمی نہیں ہوئی (ماسوا ایک مہینے کے جب



یہ کم ہو کر 6.8 فیصد ہو گئی، شکل 6)۔ جون 08ء کے دوران تفاوت میں یہ فرق بظاہر یہ بتاتا ہے کہ پالیسی مداخلت کے جواب میں شرح قرض گاری میں ہونے والی کمی پیشی میں کچھ تاخیر کا پہلو شامل تھا۔ دوسری جانب شرح امانت فوری طور پر بڑھنے پر آمادہ تھی۔ بینکاری تفاوت کے رجحانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ عام طور پر بینک کم از کم شرح منافع کے اپنے لاگت کے ڈھانچے پر اثرات کو قرض گیروں کی طرف منتقل کرنے کے لیے شرح قرض گاری بڑھانے میں کامیاب ہو گئے۔ مزید برآں آج کل کے مخصوص حالات میں، جب معاشی سرگرمیاں ست پڑنے کی وجہ سے حکومت کی قرض گیری کی ضروریات بہت بڑھی ہوئی ہیں اور خطرہ قرض کی بنا پر بینک بلند تر رسک

پر بیم وصول کر رہے ہیں، بینکوں کو 5 فیصد کی زیریں شرح کا اثر قرض گیروں کو منتقل کرنے میں مدد ملی۔ بعد کے مہینوں میں اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں 300 بی پی ایس کے مجموعی اضافے سے بینکوں کو پھر اپنی شرح قرض گاری بڑھانے کا موقع ملا۔ ان حالات سے قطع نظر چونکہ ایک مؤثر چلتی ہوئی ملکی بانڈ مارکیٹ موجود نہیں اس لیے بھی بینکوں کو پالیسی ریٹ میں کسی تبدیلی کا اثر قرض گیروں کو منتقل کرنے میں مدد ملتی ہے۔<sup>5</sup>

### آگے کا راستہ

اس تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچت امانتوں پر کم از کم شرح منافع متعارف کیے جانے سے امانت گزاروں کے منافع میں اضافہ ہوا۔ تاہم عموماً بینک اس اضافے کا زیادہ تر حصہ قرض گیروں کو منتقل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اپریل 2009ء سے دو مراحل میں نشانہ پالیسی ریٹ میں 200 بی پی ایس کمی کے ساتھ جب زری موقف تبدیل ہوا تو شرح سود گرنی شروع ہو گئی ہے۔ جنوری تا جون 2009ء کے دوران ماہانہ بہ وزن اوسط شرح قرض گاری اور بہ وزن اوسط شرح امانت اپنی بلند ترین سطح سے بالترتیب 87 اور 52 بی پی ایس کم ہو گئی ہیں۔ ان شرح ہائے سود کے رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں نے اگست 2009ء میں زری پالیسی اعلان کے اثرات کو پہلے ہی مد نظر رکھا تھا کیونکہ جولائی 2009ء میں منڈی کی تمام شرح ہائے سود میں کچھ کمی دیکھنے میں آئی حالانکہ اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس کی کٹوتی منڈی کی توقعات سے کم تھی۔ گرتی ہوئی شرح سود کے منظر نامے میں اسٹیٹ بینک کو تمام بچت امانتوں پر کم سے کم 5 فیصد کی شرح پر نظر ثانی کی ضرورت پڑ سکتی ہے کیونکہ یہ حد اس وقت عائد کی گئی تھی جب اسٹیٹ بینک کا پالیسی ریٹ 12 فیصد تھا۔ موجودہ پالیسی ریٹ یکم جون 2008ء، جب بچت امانتوں پر کم سے کم شرح منافع نافذ کی گئی، کی سطح سے صرف 50 بی پی ایس زیادہ ہے۔

اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ پاکستان میں شرح سود کی آزاد کاری وسیع تر اصلاحاتی ایجنڈے کے تحت کی گئی تھی اور منڈی کی بنیاد پر چلنے والے نظام میں اس قسم کی مداخلت مستقل نہیں، عارضی نوعیت کی ہونی چاہیے۔ بہر حال ذیل کے سیکشن میں زری نرمی کے ماحول میں اسٹیٹ بینک کو دستیاب تین راہوں اور ان راہوں کے ممکنہ مضمرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

<sup>5</sup> بینک دولت پاکستان کے مالی استحکام کا جائزہ 2006ء کے باب 3 "پاکستان میں قرض منڈی کی تشکیل" میں اس پر بحث کی گئی ہے۔

کم از کم شرح سود کے حالات میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

اگر اسٹیٹ بینک اپنے پالیسی ریٹ میں مزید کمی کی صورت میں تمام بچت امانتوں پر 5.0 فیصد کمی از کم شرح برقرار رکھتا ہے تو اس سے پالیسی کے حوالے سے کمی مضمرات سامنے آتے ہیں۔ اس سے امانت گزاروں کو سب سے زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ انہیں شرح ہائے سود میں نمایاں کمی کے باوجود اپنی امانتوں پر وہی منافع ملے گا۔ امانتوں کی نمو پر اس کا مثبت اثر پڑے گا چنانچہ بینکوں کی سیالیت بھی بہتر ہوگی۔ یہاں یہ اضافہ کرنا مناسب ہوگا کہ واقعات کی یہ ترتیب امانتوں پر منافع میں اضافے اور امانتوں کی نمو کے درمیان مثبت ریاضیاتی ربط پر منحصر ہے۔

گرتی ہوئی شرح سود کے حالات میں بینکوں کے پاس فنڈنگ کی لاگت کو قابو میں رکھنے کے لیے مندرجہ ذیل راستے ہوں گے:

● اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں تبدیلیوں کی مناسبت سے قرض گاری کی شرحیں گھٹانے میں پس و پیش کرنا۔ تاہم اس کا امکان ذرا کم ہے۔ ششماہی کا بیورو کی ماہانہ اوسط میں پہلے ہی 364 بی پی ایس کمی کی جا چکی ہے۔ اگست 09ء میں یہ 12 فیصد تھی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نشانہ شرح میں کمی پہلے ہی منڈی میں شامل ہو چکی ہے۔ بہر حال بہ وزن اوسط شرح قرض گاری میں کمی ششماہی کا بیورو میں کمی سے خاصی نیچے ہے۔ چونکہ نجی شعبے کی بہ وزن اوسط شرح قرض گاری کا قرض گیری کی لاگت سے قدرے زیادہ تعلق ہے اس لیے بینکوں کی جانب سے کم سے کم شرح منافع کے نفاذ کی بنا پر شرح قرض گاری کم کرنے میں ہچکچاہٹ سے زری پالیسی کی ترسیلی میکانیت کمزور ہوگی۔ لہذا پالیسی میں تبدیلی کا مطلوبہ اثر پیدا کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

● اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ کے مطابق اپنی شرح قرض گاری میں تبدیلی کرنا لیکن ساتھ ہی مختلف مالی خدمات خصوصاً ان پی ایل ایس امانتوں پر جن کے حوالے بینک ایسا کرنے کی مکمل صوابدید رکھتے ہیں سروس چارجز بڑھانا۔ یکم جولائی 2009ء سے بینک چارجز میں حالیہ اضافے کے پیش نظر اس معاملے نے معیشت میں بینکوں کے کردار کے حوالے سے مباحث کو جنم دیا ہے۔ یہ راستہ اختیار کرنے سے زری پالیسی کی ترسیلی میکانیت میں دخل اندازی نہیں ہوگی تاہم باقاعدہ مالی خدمات پر چارجز میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد اسٹیٹ بینک کو اس سلسلے میں بھی مداخلت کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ بی پی آر ڈی کے ایک حال ہی میں جاری ہونے والے سرکلر لیٹر<sup>6</sup> میں بھی کہا گیا ہے کہ اسٹیٹ بینک نے تعلیمی اداروں کے طلبہ کی فیس جمع کرنے پر چارجز ختم کر دیے ہیں اور تعلیمی اداروں کے نام بننے والے ڈیمانڈ ڈرافٹ رپے آرڈر اور دوسرے مالی وثیقہ جات کے اجراء پر چارجز کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی ہے۔

● شعبے میں امانتوں میں اضافہ کرنے کے حوالے سے مسابقت کی بنا پر ممکن ہے بینک گرتی ہوئی شرح سود کے مطابق اپنی شرح امانت میں کمی نہ کر سکیں، خصوصاً سینٹرل انڈیکسڈ آرڈر ٹریڈنگ اور قومی بچت اسکیموں کی جانب سے پیش کردہ بلند تر شرحوں اور کچھ عرصہ قبل اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے وساطتی کے پیش نظر۔ یہ صورتحال طویل مدتی امانتیں لانے کے حوالے سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

### کم از کم شرح سود میں کمی

اس صورت میں اسٹیٹ بینک کو شرح میں کمی کے حجم کے بارے میں فیصلہ کرنا ہوگا۔ پالیسی فیصلہ کنی سوالات کو جنم دے گا جیسے کم سے کم شرح کو فلاں فیصد تک لانے کا طریقہ، امانت گزاروں کو حقیقی شرح منافع وغیرہ کے مسائل۔ ان مسائل کو سامنے رکھا جائے تو یہ تجویز دی جاسکتی ہے کہ اسٹیٹ بینک کو پی ایل ایس امانتوں پر کم سے کم شرح کا تعین کرنے کے لیے شفاف طریقہ کار وضع کرنا چاہیے۔ ایک فوری حل یہ ہو سکتا ہے کہ کم از کم شرح کو حال ہی میں متعارف کرائی گئی شہینہ ریپو (آخری یوم کار) حاضر سہولت سے منسلک کر دیا جائے۔

### کم از کم شرح کا خاتمہ

پی ایل ایس امانتوں پر منافع کا حساب لگانے سے متعلق موجودہ ضوابط پر نظر ثانی کی تجویز ہے تاہم اسٹیٹ بینک امانتوں پر منافع کی زیریں حد مقرر کرنے کا سلسلہ ختم کرنے پر بھی غور کر سکتا ہے۔ اس صورت میں امانتوں پر منافع کا منڈی پر مبنی شفاف طریقہ کار تخلیق کرنے کی ضرورت ہے۔ اس بارے میں اسٹیٹ بینک وہ کم سے کم شرائط و ضوابط مقرر کر سکتا ہے جو منافع کی کافی سطح کا تعین کرنے کے لیے لاگو کرنے ضروری ہوں۔

### نتیجہ

بچت امانتوں پر زیریں سطح بینکاری نظام میں اس بگاڑ پر قابو پانے کے لیے لاگو کی گئی تھی جو منڈی کی قوتوں کی جانب سے نرخوں کے تعین کا مؤثر نظام وضع کرنے میں ناکامی کی بنا پر پیدا ہوا تھا۔ جب تک روایتی بینکاری میں پی ایل ایس امانتوں کا تصور، جس میں منافع کا تعین بینکوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، ختم نہیں کیا جاتا، تب تک یہ

<sup>6</sup> بی سی ڈی سرکلر نمبر 13 مورخہ 20 جون 1984ء۔

بگاڑ موجود رہے گا۔ اب امانت گزار شریعت سے ہم آہنگ اور قدیم ”سودی“ بینکاری کے درمیان انتخاب کر سکتے ہیں۔ کسی امانت کو محض ”نفع و نقصان میں شراکت پر مبنی“ کہنے سے وہ شریعت سے ہم آہنگ نہیں ہو جاتی اور اب وقت آ گیا ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے اور اس سے نمٹا جائے۔ اسٹیٹ بینک پی ایل ایس سمیت تمام بچت امانتوں پر ”معیّن“ شرح منافع نافذ کرنے میں کامیاب ہو گیا یہی حقیقت ان امانتوں کے شریعت سے غیر ہم آہنگ ہونے کی واضح علامت ہے۔ مزید برآں اب جبکہ بینکوں کو قومی بچت اسکیموں سے سخت مسابقت کا سامنا ہے، جن سے م س 09ء میں 267.0 ارب آئے، اس لیے اب بینکوں کو نہ صرف میعادہ امانتوں بلکہ بچت امانتوں کو بھی بلند تر اور خطرے سے پاک منافع کی طرف جانے سے روکنے کے لیے اپنی شرح منافع کو بہتر بنانا ہوگا۔ مستقبل قریب میں موزوں وقت پر اسٹیٹ بینک شرح منافع پر کم سے کم خدمت کرنے پر غور کر سکتا ہے۔



حوالہ جات

- اکمل، ایم اور ایم سلیم (2008ء)، ”پاکستان میں بینکاری شعبے کی تکنیکی کارکردگی“ ایس بی پی ریسرچ لیٹن، جلد (1) 4۔
- انصاری، ایم صادق (2006ء)، ”پاکستان کے بینکاری شعبے میں لاگتی کارکردگی کی تجرباتی تحقیق“ ایس بی پی ورکنگ پیپر سیریز، نمبر 12۔
- خان، محمود الحسن (2009ء)، ”پاکستان کے بینکاری شعبے میں ارتکاز اور مسابقت“ ایس بی پی ورکنگ پیپر سیریز، نمبر 28۔
- بینک دولت پاکستان (2006ء)، ”مالی وساطت کی کارگذاری: بینکاری تفاوت کا تجزیہ“ مالی استحکام کا جائزہ، صفحات 21 تا 32۔
- بینک دولت پاکستان (2007-08ء)، ”بینکاری نظام میں ارتکاز اور مسابقت“ مالی استحکام کا جائزہ، صفحات 75 تا 80۔